﴿ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴾

عید الاضحی

تاریخ انسانی وقربانی کا سب سے انوکھا واقعہ اور لرزہ خیز قصہ حوالی مکہ میں کئی ہزار سال پہلے رونما ہوا۔ تاریخ انسانی کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی اور ان کے دو بیٹوں ہابیل وقابیل کی قربانیوں کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔ گویا تاریخ انسانی وقربانی کا آغاز ایک ساتھ ہوا ہے۔ قربانی کا عمل ہمہ وقت جاری ہے۔ اس باپ یا ماں کی قربانی وایثار بھی دیدنی ہے جو اپنا گردہ اپنے بیمار بیٹے یا بیٹی کو عطیہ کر کے اس کی کشتی حیات کو بحر ممات میں غرقاب ہونے سے بچاتے ہیں۔ اس خواہر دردمند کا جذبہ قربانی بھی لائق تحسین ہے جو اپنی استخوانِ ساقین کا گودا اپنے برادرِ رنجور پر نچھاور کر کے اسے موت کے منہ سے بچاتی ہے۔ ان بہادر مجاہدین کا شوقِ شہادت اپنی ہی شان رکھتا ہے جو ہمیشہ سے اللہ کے اسلام پر قربان ہوتے آئے ہیں اور اس کی حفاظت کرتے ہوئے میدانِ غزا میں خاک وخون میں لوٹتے ہیں اور پھریوں کہتے ہیں۔

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے، کہ حق ادا نہ ہوا

قربانی کے بغیر تاریخ انسانی وتاریخ اسلام مکمل نہیں ہوتی یہ سب بجا، مگر جو قربانی اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے طلب فرمائی، اس کے تصور سے ہی کلیجہ منہ کو آتا اور کائنات پر سناٹا چھا جاتا ہے۔ پسرِ معصوم کی قربانی! نکتہ یہ ہے! باپ بیٹا دونوں بطیب خاطر اس پر راضی ہو کر سوئے مقامِ منیٰ رہسپار ہوتے ہیں۔ قربان گاہ کی زمین اور ساکنانِ عرش کے دل دہل رہے ہیں کہ یہ کیا ہونے جا رہا ہے۔ باپ بیٹے کی مشاورت، بیٹے کا فیصلہ، اے ابا جی! وہ کر گزریئے جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں مرضی مولا پر اپنی رضا سے قربان ہونے کو تیار ہوں! اللہ اکبر۔ آگے کے واقعات آپ ہمیشہ سے سنتے آئے ہیں اور سنتے رہیں گے۔ فلسفہ قربانی اسی نکتہ میں مضمر ہے۔

قربانی کرنے والا اور قربان ہونے والا دونوں ایک سی استقامت واخلاص کے ساتھ حکمِ الٰہیہ کی بجا

آوری میں مگن ہیں۔ اسماعیلؑ جانتے تھے کہ ان کی گردن کاٹ دی جائے گی اور ابراہیمؑ پورے عہدواداے کے ساتھ اپنے پارۂ جگر کی رگِ حیات پر چھری چلاتے ہیں۔ آنکھوں پر پٹی ہے۔ امتحان لینے والا دیکھ رہا ہے اور امتحانِ سخت دینے والا نہیں دیکھ رہا۔ اس نے اپنی طرف سے اپنے بیٹے کی گردنِ معصوم کاٹ دی ہے کہ آواز آتی ہے۔ ﴿وَ نَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰۤاِبْرٰهِیْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا﴾[الصّٰفّٰت: ۱۰۴، ۱۰۵] ''اے ابراہیمؑ آپ نے اپنا خواب سچ کر دکھایا۔'' یعنی جو کام آپ نے عالمِ خواب میں کیا تھا وہ اپنی طرف سے عالمِ ہوش میں بھی کر دیا۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم نے اپنی قدرتِ کاملہ سے چھری کے نیچے سے اسماعیلؑ کو نکال کر دنبے کی گردن رکھ دی تھی۔ ہم نے آپ کا اخلاص جانچ لیا۔ اس سے پہلے آپ نارِ نمرود میں کود کر ایک بلائے عظیم میں کامیاب رہے ہیں۔ اس دوسرے امتحان میں کامیابی کے بعد ہم نے آپ کی ذاتِ واحد کو ایک امت قرار دیا اور اپنا خلیل بنایا۔

ملتِ اسلامیہ کو ملتِ ابراہیمی ٹھہرایا۔ جو اس ملت سے نکل گیا۔ اس کے پاس ایمان، دین اور اسلام کچھ بھی نہ رہا۔ حتیٰ کہ ہمارے پیغمبر اعظم و آخر ﷺ نے بھی فرمایا کہ ''میں اپنے باپ ابراہیمؑ کی ملت پر ہوں۔'' یہ باریک بات توجہ کے لائق ہے۔ حضور اقدسؐ کے لوائے حمد کے نیچے سیدنا ابراہیمؑ بھی ہوں گے گویا باپ بیٹے کی قیادت میں ہوگا۔ جبکہ بیٹا باپ کی ملت پر ہوگا۔ وہ لوگ ضرور غور کریں جنھوں نے ملتِ ابراہیمی سے علیحدگی اختیار کر کے اپنی اپنی ملتیں بنائیں اور ان پر فخر کرتے ہیں۔ توبہ کریں۔ سارے سلاسلِ ہندی و عجمی توڑ کر، چھوڑ کر ملتِ ابراہیمیؑ میں مدغم ہونا فرضِ عین ہے کیونکہ تاج و تختِ ختم نبوت کے والی ہمارے آقا و مولا سیدنا محمد ﷺ اپنے باپ ابراہیمؑ کی ملت پر تھے۔

رحمٰن کو اپنے خلیلؑ کی یہ رضا کارانہ، بے ریا اور پُر خلوص و پُر عزم قربانی و فرمانبرداری اتنی پسند آئی کہ اسے رہتی دُنیا تک عید بنا دیا اور ملتِ ابراہیمی کے ہر گھرانے پر یہ قربانی واجب کر دی۔ سو خالق نے اپنی پسندیدگی کو عید بنا کر مسلمانوں کو خوشی کا تہوار عطا کر دیا۔ لہٰذا یہ عید خالق و مالک کی خصوصی شفقت و عطا ہے۔ سبق اس کا عبودیت، اخلاص اور بے ریائی ہے۔ اگر یہ نہیں تو صرف ذریعہ گوشت خوری ہے۔ اللہ تعالیٰ تک تو تقویٰ پہنچتا ہے۔

مسائل قربانی پر علمائے اسلام ہمیشہ روشنی ڈالتے رہتے ہیں اس سلسلے میں میرے والد محترم حضرت مولانا حافظ عبدالغفور رحمہ اللہ کا مرتب کردہ چارٹ ہر لحاظ سے مستند و معتبر ہے کیونکہ یہ خالصتاً کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ ﷺ سے ماخوذ ہے۔ البتہ ایک عام بدعت کا ازالہ ضروری ہے کہ گائے یا اونٹ کی قربانی میں سات

حصے قربانی کے ہیں۔اس میں عقیقہ کا کوئی حصہ مقرر نہیں کیا جاسکتا، اگر ایسا کیا جائے تو نہ قربانی ہوگی نہ عقیقہ سب کچھ رائیگاں ہوجائے گا۔ جو مسلمان یہ کام کرتے ہیں وہ پہلے یہ تحقیق کرلیں کہ آیا حدیث شریف میں ایسی اجازت موجود ہے۔عقیقہ کا مسئلہ قربانی سے بالکل جدا ہے۔دونوں کے احکام الگ الگ احادیث میں آئے ہیں۔ان میں فقہی قیاسات کی ہرگز گنجائش نہیں ہے۔عقیقہ لڑکے کا، دو جانوں یعنی دو جانوروں سے اور لڑکی کا ایک جان یعنی ایک جانور سے ہوتا ہے۔ظاہر ہے گائے یا اونٹ میں صرف ایک ایک جان ہوتی ہے۔

قربانی کی برکت

بعض کور باطن، ظاہر پرست اور منکرین حدیث پرویزی اکثر یہ کہتے ہیں کہ جانور ذبح کرکے قربانی دینا، ملک میں گوشت اور دودھ کی قلت اور مہنگائی کا سبب بنتا ہے،اس لئے قربانی کی قیمت اللہ کی راہ میں خرچ کرکے،قربانی کا ثواب لے لینا چاہیے تاکہ گوشت کی قلت اور قیمت میں اضافہ نہ ہو۔یہ مؤقف نہ صرف نصوصِ اسلامی کے الٹ ہے بلکہ تجربہ و مشاہدہ انسانی کے بھی برعکس ہے۔صدیاں بیت گئیں اس سنتِ ابراہیمی پر فرزندان توحید عمل پیرا ہیں۔صرف منیٰ میں ہر سال تیس لاکھ حاجی کم ازکم 30 لاکھ جانور آنِ واحد میں قربان کر ڈالتے ہیں۔گوشت خور اقوام ہر روز اتنے نہیں تو اس سے آدھے حلال جانور کھا جاتی ہیں مگر قدرت الٰہیہ کی شان دیکھو۔کھیرے، دوندے، کچے پکے، بوڑھے، جوان ہر قسم کے بکرے،بکریاں، بھیڑیں، چھترے، اونٹ، گائے ہر عید پر پھر آ موجود ہوتے ہیں۔

جس مدبر نے انسانِ مسلم اور عبدِ مومن پر یہ قربانی واجب ٹھہرائی تھی، اس نے اس کی تکمیل کیلئے بندوبست اول سے ہی کردیا تھا۔یہ اہتمام وانصرام بےنقص ہے۔اس ذبیحہ کیلئے جانور کبھی کم نہیں پڑسکتے کیونکہ یہ سنت فی الآخرین اللہ نے جاری فرمائی ہے اور جانوروں کا انتظام بھی اسی نے کردیا ہے۔گوشت اس لئے مہنگا نہیں ہوتا کہ اس کا استعمال بڑھ گیا ہے بلکہ اس لئے کہ اسراف بڑھ گیا ہے۔

چرمِ قربانی

چرمِ قربانی کے تصرف کی مدات مقرر ہیں۔یہ انہی لوگوں کیلئے ہیں جن کا تعین کردیا گیا ہے۔یہ تعین خود رسول اکرم ﷺ نے فرمادیا تھا اور اب اس حد کو کبھی بھی توڑا نہیں جاسکتا۔ان کا بہترین استعمال ان اسلامی ودینی درسگاہوں کے طلبہ کے نان ونفقہ پر ہوسکتا ہے، جو،ان کے خوراک، لباس اور تعلیمی اخراجات پورے

کرتے ہیں۔ یہ دینی مدارس سرکاری گرانٹ سے محروم رکھے جاتے ہیں اور چرم قربانی ان کی آمدنی کا ایک ذریعہ ہے جس پر سیاسی جماعتیں ہاتھ مارنے لگی ہیں۔ پھر جماعتیں بھی سیکولر۔ مثلاً ایم۔ کیو۔ ایم سیکولر سیاسی جماعت اور دہشت گرد ہے۔

عمران خان بھی اسی کام میں لگے ہیں اور شوکت خانم ہسپتال کیلئے چرم قربانی کا پیسہ اپنے اوپر حلال کرتے ہیں۔ ہماری مذہبی سیاسی جماعتیں مثلاً جماعت اسلامی اور طاہر القادری صاحب کی پی۔ اے۔ ٹی بھی کھالیں لیتے ہیں۔ جسے ہم روا نہیں سمجھتے۔ یہ سلسلہ اتنا بڑھ گیا ہے کہ کھالوں پر کھینچا تانی ہوتی، ڈاکہ زنی ہوتی ہے، فوجداری ہوتی ہے۔ ایم۔ اکیو۔ ایم اپنے سیکٹرز میں زندہ بندے کی کھال کھینچ لیتی ہے جو اسے قربانی کی کھال نہ دیوے۔ حکومت نے بعض سیاسی دینی جماعتوں کو کالعدم قرار دے کر ان پر کھالیں جمع کرنا حکماً بند کر دیا ہے ہمارا مطالبہ ہے کہ تمام سیاسی جماعتوں پر یہ پابندی یکساں لگنی چاہیے۔

دردِ دل

سیلاب، پاکستان کے جغرافیائی حوالے سے اس منطقہ میں لازمی وجود رکھتے ہیں شاید ہی موسم برسات سیلاب کی تباہ کاری دکھائے بغیر گزر جاتا ہو۔ حکومتیں اپنی بے تدبیری کے سبب، سیلاب زدگان کی ہر وقت مدد کرنے سے ہمیشہ قاصر رہتی ہیں اور متاثرین اپنا سب کچھ سیلاب کی نذر کر کے تصویر حسرت بن کر رہ جاتے ہیں۔ اہل پاکستان اپنے ان فلاکت زدہ اور شکست خوردہ برادرانِ اسلام کی مذمت میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو

اخوتِ اسلامی کا جذبہ ان میں بڑا توانا ہے۔ پتا کا کوئی بھی وقت ہو، اہل پاکستان اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی مدد میں تاخیر نہیں کرتے لیکن امسال بلوچستان کے سیلاب زدگان کے غم میں شرکت کا کوئی مظاہرہ عوامی نہ حکومتی سطح پر دیکھنے کو ملا۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان نے اپنے وسائل کے مطابق دامے، درمے، قدمے بلوچ بھائیوں کے ساتھ ہمدردی کا ثبوت دیا مگر افسوس کہ حکومت نے اپنی ذمہ داری نہیں نبھائی۔ این۔ جی۔ اوز (N.G.O.S) تو کہیں دکھائی بھی نہیں دیں۔ ابھی تک متاثرین کی اکثریت گھروں کی بجائے عارضی پناہ گاہوں میں پڑی ہے۔ ہم حکومت سے اپیل کرتے ہیں کہ ان کی بحالی اور گھروں کو واپسی کا بندوبست کیا جائے ہمیں اپنے مسلمان بھائیوں سے بجا طور پر توقع ہے کہ وہ ایثار و قربانی اور ہمدردی کے جذبے سے کام لیتے